923

مقالات هندستانی اکیڈیمی

اِفلاس

ڈاکٹر انور اِقبال قریشی
ایم - اے، ایم - ایس سي اکنامکس (لنڈن)، پي ایچ - ڈی (ڈبلن)
صدر شعبۂ معاشیات جامعۂ عثمانیه و معاشي مشیر
حکومت سرکار عالي حیدرآباد (دکن)

هندستاني اکیڈیمي الهآباد

۱۹۴۶ع

فہرست عنوانات

اِفلاس

اِفلاس سے کیا مراد ہے

اِفلاس ایک اِضافی چیز ہے جس کے بہت سے مدارج ہیں۔ حال ہی میں انگلستان کے مشہور ڈراما نویس جارج برناڈ شا نے اخبارات میں ایک بیان دیا ہے جس میں اُس نے یہ بتلایا ہے کہ اُس کی دولت اُسے مفلس بنا رہی ہے۔ اُس کی بیوی کے اِنتقال کے بعد بیوی کی جائداد بھی اُس کے قبضے میں آجانے سے اُس کی آمدنی میں معتدبہ اِضافہ ہوگیا۔ اور اِس بڑھی ہوئی آمدنی سے اُسے اِس قدر زیادہ محصول آمدنی ادا کرنا پڑا کہ اُس کی خالص آمدنی پہلے کے مقابلے میں کہیں زیادہ کم ہوگئی۔

اِس بیان میں ایک اِس لحاظ سے صداقت ضرور موجود ہے کہ اُس کی دولت میں کچھ کمی ضرور ہوگئی ہے۔ حالانکہ برناڈ شا ایک کروڑپتی آدمی ہے اور اُس کی آمدنی میں صرف چند لاکھ کی کمی ہوئی ہوگی مگر وہ اپنے کو پہلے کے مقابلے میں مفلس خیال کرتا ہے۔ یہ مفلسی کی بہت ہی خوش‌گوار قسم ہے اور یہ باریکیاں اِنگلستان جیسے متمول ملک کے کروڑپتی ڈراما نویسوں ہی کو سوجھ سکتی ہیں۔ ہمارے چوٹی کے اُردو شاعر حضرت غالب کی تو یہ حالت تھی کہ قرضے پر گزرتی تھی۔ اور قرض کی عدم ادائی کے

سلسلے میں اِس عظیم‌الشان شاعر کو جیل کی ہوا تک کھانی پڑی - اُن کے اِس شعر سے ہمارے ادیبوں کی مفلسی کا اندازہ ہوسکتا ہے -

ہے خبر گرم اُن کے آنے کی　　آج ہی گھر میں بوریا نہ ہوا!

اِنگلستان کا فقیر جب کسی کے سامنے دست سوال دراز کرتا ہے تو کہتا ہے کہ مجھے چائے کے لیے ایک اِکنی عنایت فرمائیے- اور یہاں چائے تو اوسط درجے کے لوگوں کو بھی آسانی سے میسر نہیں آتی - وہاں کا فقیر ڈبل روٹی اور مکھن کے میسر ہونے پر بھی اپنی غربت پر آنسو بہاتا ہے اور یہاں اگر جوار کی روٹی اور مرچ کی چٹنی بھی مل جائے تو مقام شکر سمجھا جاتا ہے -

جہاں تک لفظ اِفلاس کا تعلق ہے ہم یہ کہ سکتے ہیں کہ اِفلاس سے مراد اُن تمام ضروریات زندگی کا میسر نہ آنا ہے جو اِنسانی بقا کے لیے ناگزیر ہوں اور اگر یہ صورت حال زیادہ عرصے تک جاری رہے تو جسم و جان میں مفارقت لازمی ہے- ظاہر ہے کہ یہ اِفلاس کی نہایت ہی بھیانک اور اِنتہائی شدید صورت ہے- اِفلاس کی دوسری حالت وہ ہے جس میں اِفلاس کی وجہ سے اِنسان کی وہ تمام ضروریات بدرجۂ اتم پوری نہیں ہوتیں جو ضروری ہوں یا وہ اِنسانی زندگی کی اقل ترین آسائشوں سے محروم رہتا ہے- اُسے کھانا اور کپڑا تو ملتا ہے لیکن نہ تو کھانے سے پیٹ بھرتا ہے اور نہ کپڑے سے تن ڈھکتا ہے- باد و باراں سے محفوظ رہنے کو اُسے

سر چھپانے کي تو جگہ مل جاتي ھے لیکن وہ اُن سے کلیۃ محفوظ نہیں رھتا -

اِفلاس کي تیسري صورت یہ ھے کہ پیٹ بھر کر کھانے کو تو ملے لیکن غذا میں تنوع نہ ھو یا غذا متوازن نہ ھو - تن ڈھاکنے کو کپڑا تو ملے لیکن لباس کي فراواني نہ ھو - اِسي طرح ایسا مکان تو ملتا ھے جو انسان کو بلا سے تو محفوظ رکھتا ھے لیکن اُس میں اُس کي ضروریات کے لحاظ سے کافي گنجائش نہیں ھوتي- اُس میں صاف ھوا اور روشني کي بھی پوري فراوانی نہیں ھوتي- وہ اپنی آمدنی سے صرف اِبتدائي ضروریات پوري کرسکتا ھے -اِس سے زیادہ کی گنجائش نہیں ھوتي - اِن تینوں حالتوں پر اِفلاس کا اِطلاق ھوتا ھے - اِس کے بعد کے مدارج ایسے ھیں جنھیں ھم یہاں زیر بحث نہیں لائیں گے - اب ھم یہ معلوم کریں گے کہ ھندوستان میں اِفلاس کا کیا عالم ھے-

ھندوستان میں اِفلاس کا کیا عالم ھے

چین اور ھندوستان کے علاوہ دنیا کے باقي تمام ممالک میں زیادہ تر آخري قسم کی غربت پائي جاتي ھے اور چند ملکوں میں آبادي کے بہت ھي ناقابل لحاظ حصے میں دوسري قسم کي غربت بھي ناقابل لحاظ طور پر موجود ھے- لیکن ھندوستان اور چین ایسے ملک ھیں جہاں عموماً پہلي اور دوسري قسم کي غربت پائي جاتی ھے- چین کے متعلق بھروسے کے قابل اعداد و شمار نہیں ملتے مگر ھم

اخباروں میں آئے دن یہ خبریں پڑھتے رہتے ہیں کہ وہاں بھوک اور فاقے سے نجات حاصل کرنے کے لیے بچوں جیسی متاع عزیز تک کو فروخت کر دیا جاتا ہے اور سالانہ لاکھوں اِنسان بھوک اور فاقوں سے نذرِ اجل ہوجاتے ہیں - اُنیسویں صدی کے آخر تک ہندوستان میں بھی اِفلاس کا یہی عالم تھا - یہ اندازہ لگایا جاتا ہے کہ اُنیسویں صدی کے وسط سے آخر تک ایک کروڑ اِنسان موت کا شکار ہوگئے - حال حال تک حکومت کا یہ دعویٰ تھا کہ موجودہ صدی کے شروع سے اِس ملک میں کوئی موت محض خوراک نہ ملنے سے وقوع میں نہیں آئی اور یہ کہ یہاں پہلی قسم کے اِفلاس پر قابو پالیا گیا ہے، لیکن ۱۹۴۲-۴۳ع میں بنگال کے قحط سے پھر یہ المناک امر ہم پر واضح ہوگیا کہ ملک ابھی تک فاقوں کے پنجے سے آزاد نہیں ہوا - یہ اندازہ لگایا جاتا ہے کہ بنگال میں قلت خوراک کی وجہ سے بیس پچیس لاکھ اِنسان مرگئے- دوسری اور تیسری قسم کی غربت پر تبصرہ کرنے سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کے ذرائع آمدنی پر کچھ روشنی ڈالی جائے کیونکہ آج کل زر کی معیشت کا رواج ہے اور چیزیں زر ہی کے معاوضے میں خریدی جاتی ہیں - کسی ملک کی مالی حالت کا اندازہ لگانے کے لیے عام طور پر وہاں کی قومی آمدنی یا آمدنی فی کس کے اعداد پیش کیے جاتے ہیں - بدقسمتی سے ہندوستان کی قومی آمدنی کے متعلق کوئی بھروسے کے قابل اعداد و شمار دستیاب نہیں ہوتے- پھر بھی مختلف اوقات میں مختلف

معاشیین ' نے جو اعداد پیش کیے ھیں اُن سے اِس امر کا کچھ نہ کچھ اندازہ ضرور ھو سکتا ھے کہ ملک کی مالی حالت کیا ھے -

قومی آمدنی

ھندوستان کی قومی آمدنی کا اندازہ پہلے پہل ۷۰-۱۸۶۷ع میں دادابھائی ناروجی نے لگایا تھا - بدقسمتی سے اُنھوں نے یہ اندازہ پاؤنڈوں میں لگایا اور یہ بتلایا کہ ھندوستان میں فی‌کس سالانہ آمدنی ۲ پاؤنڈ ھے- پاؤنڈوں میں آمدنی کے شمار سے چند پیچیدگیاں اور غلط فہمیاں پیدا ھونے کا اندیشہ ھے کیونکہ پاؤنڈ اور روپیے کی شرح مبادلہ وقتاً فوقتاً بدلتی رھتی ھے- جس وقت مسٹر ناروجی نے قومی آمدنی کا تخمینہ کیا تھا اُس وقت روپیے کی شرح مبادلہ ۲ شلنگ یا ۱۰ روپیے فی پاؤنڈ تھی - اِس لیے اُسوقت کی قومی آمدنی ۲۰ روپیے تصور ھوگی - گزشتہ جنگ عظیم سے پہلے کی آمدنی کو روپیوں میں ظاھر کیا جائے تو یہ ۳۰ روپیے فی‌کس سالانہ ھوتی ھے- کیونکہ ۱۸۹۸ع تا ۱۵-۱۹۱۴ع شرح مبادلہ ایک شلنگ ۴ پینس فی روپیہ یا ۱۵ روپیے فی پاؤنڈ تھی - اِس حساب سے اگر اِس رقم کو روپیوں میں تبدیل کیا جائے تو ھندوستان کی قومی آمدنی ۱۸۷۰ع میں فی‌کس ۳۰ روپیے سالانہ تھی جو موجودہ شرح مبادلہ یعنی ۱ شلنگ ۶ پینس کی شرح سے بھی زیادہ ھوتی ھے-

پہلے اندازے کے ربع صدی بعد لارڈ کرزن نے ۱۹۰۰ع میں یہ اندازہ لگایا کہ ھندوستان کی قومی آمدنی ۳۰ روپیے فی

کس سالانہ ہے۔ اُس وقت چونکہ شرح مبادلہ ۱۵ روپیے فی پاؤنڈ تھی - اِس لیے اگر اُس آمدنی کو پاؤنڈوں مُیں ظاہر کیا جائے تو یہ مسٹر ناروجی کے اندازے کے مطابق صرف ۲ پاؤنڈ ہوتی ہے -

گزشتہ جنگ عظیم سے قبل پروفیسر واڈیا اور جوشی نے اندازہ لگایا تھا کہ ہندوستان کی سالانہ آمدنی فی کس ۴۴ روپیے ۸ آنے ہے- اِس کے بعد پروفیسر شاہ اور مسٹر کمباٹا نے ۱۹۲۲ع میں یہ اندازہ لگایا تھا کہ ہندوستان کی خالص آمدنی فی کس ۶۷ روپیے ہے -

آمدنی کے اِن اندازوں سے ملک کی آمدنی اور غربت کے متعلق کئی اہم اُمور کا پتا چلتا ہے- ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ۱۸۷۰ اور ۱۹۰۰ع کے درمیان ملک کی آمدنی میں کوئی قابل لحاظ اِضافہ نہیں ہوا، بالخصوص جب کہ ہم شرح مبادلہ کو پیش نظر رکھیں- یہ وہ زمانہ تھا جب کہ ہندوستان مختلف قحطوں کا شکار رہا - قحطوں کے باوجود مُلک کی آبادی میں جو ۲۰ فی صد کا اِضافہ ہوا اُس نے آمدنی کے اِضافے کو کالعدم کردیا - ہم دیکھتے ہیں کہ ۱۹۰۱ اور ۱۹۲۲ع کے درمیان ہندوستان کی قومی آمدنی میں خاصا اِضافہ ہوا اور یہی وہ زمانہ تھا جب کہ ملک کی آبادی میں بہت ہی کم اِضافہ ہوا - ۱۹۰۱ ع میں ہندوستان کی آبادی ۲۹ کروڑ ۴۰ لاکھ تھی اور ۱۹۲۱ع میں یہ ۳۱ کروڑ ۸۰ لاکھ ہوگئی- گویا بیس برس کے عرصے میں آبادی میں صرف ساڑھے سات

فی صد کا اِضافہ ہوا - یہی وجہ ہے کہ ملک کی فی کس آمدنی میں ہم کو نمایاں اِضافہ نظر آتا ہے - اِس سے پہلے ہم بتا چکے ہیں کہ ۱۹۲۲ع میں مسٹر شاہ اور مسٹر کمباٹا نے ملک کی فی کس آمدنی کا اندازہ ۶۷ روپیے لگایا تھا - ۳۲-۱۹۳۱ع میں پروفیسر راو نے اِس سے دو روپیے کم یعنی ۶۵ روپئے کا اندازہ لگایا - یہ ہوسکتا ہے کہ دونوں پروفیسروں کے اندازہ کرنے کے طریق جدا جدا ہوں مگر اِسی عرصے میں ہندوستان کی آبادی میں بہت زیادہ اِضافہ ہوا یعنی یہ ۳۵ کروڑ تک پہنچ گئی -

۱۹۳۱ اور ۱۹۴۱ع کے درمیان ہندوستان میں بہت نمایاں صنعتی ترقی ہوئی لیکن اِس کے باوجود یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ جنگ سے عین قبل ہندوستان کی فی کس سالانہ آمدنی ۶۶ روپیے سے زیادہ نہ تھی جو تقریباً اُتنی ہی ہے جتنی کہ ۳۲-۱۹۳۱ع میں تھی - ۳۲-۱۹۳۱ع میں آمدنی کا تخمینہ اُس وقت کیا گیا تھا جب کہ ملک میں کسادبازاری کا دور دورہ تھا مگر ۳۹-۱۹۳۸ع میں ملک کی حالت ۳۲-۱۹۳۱ع کے مقابل زیادہ بہتر تھی - اِس کے باوجود قومی آمدنی میں اِضافہ نہیں ہوا حالانکہ اس عرصے میں صنعتی پیداوار میں ۶۵ فیصد کا اِضافہ ہو چکا تھا - اِن اعداد و شمار سے ہندوستان کی غربت اور پستی کا صاف اندازہ ہوتا ہے - تقریباً بیس برس کے بعد باوجود ملک کی صنعتی ترقی کے قومی آمدنی وہی رہی جو ۱۹۲۲ع میں تھی - ملک کی مجموعی دولت میں جو اضافہ

ہوا اُس کو اِضافۂ آبادی نے کالعدم کر دیا کیونکہ ملک کی آبادی اِس عرصے میں ۳۱ کروڑ سے بڑھ کر ۴۰ کروڑ کے لگ بھگ ہوگئی - یعنی یہ کہ گذشتہ بیس برس میں آبادی میں ۲۴ فیصد کا اِضافہ ہوا اور ملک میں صنعتی ترقی اور بعض دوسری کوششوں کے باوجود ہم قومی آمدنی بڑھانے میں کامیاب نہیں ہوئے۔ اگر ملک کی آمدنی میں کبھی حقیقی اِضافہ ہوا ہے تو وہ ۱۹۰۰ اور ۱۹۲۲ع کے درمیان - اور یہ وہ زمانہ تھا جب کہ ملک کی آبادی میں بہت کم اِضافہ ہوا -

نئی نئی چیزوں کا اِستعمال

یہ کہا جاتا ہے کہ ملک میں گذشتہ ۲۰، ۲۵ برس میں بیشمار نئی نئی اشیا کا رواج ہوگیا ہے جس کی وجہ سے لوگوں کی آسائشیں بہت زیادہ بڑھ گئی ہیں اور بہت سی چیزیں بازار میں اب ایسی رائج ہو گئی ہیں جنھیں ادنیٰ طبقے کے لوگ بھی اِستعمال کر رہے ہیں - عیش و عشرت کی چیزوں میں بھی بےحد اِضافہ ہوا ہے۔ مثلاً بجلی کا سامان، ریڈیو، گراموفون اور دیگر بہت سی اشیا جو شہروں میں نظر آتی ہیں - دیہات بھی اِس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے - وہاں کی خودکفیل معیشت میں تبدیلیاں ہو رہی ہیں اور اس کی جگہ اب زر کی معیشت لے رہی ہے - ہندوستانی دیہاتوں کے متعلق جو مدتوں کی روایتیں چلی آ رہی تھیں وہ اب باقی نہیں رہیں اور یہ جو کہا جاتا تھا کہ دیہات کی خود ایک علاحدہ دنیا ہے جس کو باہر کی دنیا

سے تعلق نہیں رہا' یہ صورت حال اب باقی نہیں رہی ہے -
ہم دیکھتے ہیں کہ دور دراز کے دیہات بھی جو حمل و نقل
کی سہولتوں سے دور ہیں وہاں بھی عورتیں جاپانی کپڑا'
چوڑیاں اور اور بہت سی باہر کی بنی ہوئی چیزیں اِستعمال
کرنے لگی ہیں - بیل گاڑیوں کی جگہ موٹرلاریاں لے رہی ہیں -

اِن تمام چیزوں سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ ملک میں بہت
کچھ ترقی ہوئی ہے' لیکن دوسری طرف ہم یہ بھی دیکھ رہے
ہیں کہ دیہی معیشت میں بعض ایسی تبدیلیاں بھی واقع
ہوئی ہیں جن کو پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھا
جا سکتا اور جن کے برے اثرات مترتب ہو رہے ہیں - یہ صحیح
ہے کہ غریب لوگ بعض ایسی آسائشوں سے مستفید ہو رہے
ہیں جو پہلے اُن کے آبا و اجداد کو میسر نہ تھیں- لیکن جیسی
خوراک اُن کے آبا و اجداد کو ملتی تھی ویسی اب اُن کو نہیں
ملتی - مثلاً شمالی ہند میں خالص گھی اور دودھ اوسط درجے
کے لوگوں کو تو کیا آج اچھے درجے کے لوگوں کو بھی نہیں ملتا -
جب یہ زر کی معیشت جاری نہ ہوئی تھی تو زندگی کی
عمدہ اور صحت بخش چیزیں اکثر و بیشتر دیہاتوں میں میسر
آتی تھیں - یہ صحیح ہے کہ ۱۸۸۰ اور ۱۹۲۲ع کے درمیان
آمدنی میں دگنا اِضافہ ہو گیا ہے' لیکن اُسی عرصے میں لوگوں
کی ضروریات بھی بڑھ گئی ہیں پہلے زندگی سادہ اور
اِبتدائی قسم کی تھی اور لوگوں کی ضروریات گنی چنی تھیں -
اب لوگوں کی ضروریات بڑھ رہی ہیں اور اِس کے ساتھ

ساتھ قیمتوں میں بھی اِضافہ ہو رہا ہے اگر آمدنی بڑھ جائے اور اُس کے ساتھ ساتھ مصارف زندگانی اور اجناس کی قیمتوں میں بھی اِضافہ ہو جائے تو کوئی بہتری کی صورت پیدا نہیں ہوتی - اس چیز کو اب سب لوگ جنگ کی وجہ سے محسوس کرنے لگے ہیں -

جنگ اور قومی آمدنی

اخبار "کامرس" کے ایک محقق نے اندازہ لگایا ہے کہ ۴۳-۱۹۴۲ع میں ہندوستان کی قومی آمدنی فی کس ۱۴۲ روپئے ہوگئی ہے - ہم یہ پہلے بتا چکے ہیں کہ ۳۹-۱۹۳۸ع میں اُسی محقق کے اندازے کے مطابق قومی آمدنی ۶۶ روپیے فی کس سالانہ تھی - اگر ہم یہ مان لیں کہ ۱۴۲ روپیے کا اندازہ درست ہے تو اِس سے یہ پتا چلتا ہے کہ امدنی میں جنگ کے پہلے کی نسبت دگنے سے کچھ زیادہ اِضافہ ہوا ہے- لیکن ساتھ ھی ساتھ ہم یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ اشیا کی قیمتوں میں کم سے کم تگنا اِضافہ ضرور ہوگیا ہے - اور بعض اشیا کی حد تک تو یہ اِضافہ تگنے سے بھی زیادہ ہے- اِس لیے دوران جنگ میں قومی آمدنی بڑھنے کے باوجود ملک کی غربت گھٹی نہیں ہے بلکہ کچھ بڑھ گئی ہے- اوسط طبقے کی حالت، جن کی آمدنی میں جنگ کے دوران میں چنداں اِضافہ نہیں ہوا، بالخصوص مقررہ آمدنی والے طبقے کی حالت تو ناگفتہ بہ ہو رہی ہے- مزدورپیشہ طبقے کی حالت بھی چنداں تسلی بخش نہیں ہے- عام غیر مہارت یافتہ مزدوروں کی اجرتوں میں دگنے سے بڑھ کر شائد

ہی کچھ اضافہ ہوا ہو لیکن ضروریات زندگی کے دام تو بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں - ۱۹۳۸ع کے مقابلے میں گیہوں کی قیمت تگنی اور چاول کی قیمت پانچ گنی سے زیادہ ہوگئی ہے جس کی وجہ سے معیار زندگی بہت ہی پست ہو گیا ہے- غذائی بحران کی وجہ سے بنگال میں جو صورت حال پیش آئی ہے وہ مالتھوس کے نظریے کو پوری طرح ثابت کرتی ہے -

بہار، مدراس، ترانکور، کوچین، ملابار اور بمبئی میں بھی غذا کی سخت قلت محسوس ہو رہی ہے جس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ ملک کی بڑھتی ہوئی آبادی رحمت کے بجائے لعنت بن رہی ہے - گزشتہ دو تین برس سے ملیریا کی وبا بھی پھیل رہی ہے- ایک طرف تو ملک میں کونین کی کمی ہے اور دوسری طرف عوام کی قوت مدافعت کم ہونے کی وجہ سے وہ بیماریوں کا آسانی سے شکار ہو رہے ہیں - انہیں خطرات سے مالتھس نے ہم کو متنبہ کیا ہے۔

صنعتی ترقی کے باوجود ہم دیکھ رہے ہیں کہ ملک کے معیار رہائش میں اضافہ نہیں ہوا اور زراعت پر آبادی کا دباو بڑھ رہا ہے -

ہندوستان کے افلاس کا اندازہ ہمیں اس وقت ہوتا ہے جب کہ ہم اس ملک کی قومی آمدنی کا دیگر ممالک سے مقابلہ کریں - ذیل میں ہم ایک جدول پیش کرتے ہیں جس سے پتا چلتا ہے کہ :

چین کے استثنا کے ساتھ جس کے اعداد و شمار نا قابل

حصول ہیں؟ دوسرے ممالک کے مقابلے میں ہندوستان میں معیار زندگی سب سے زیادہ پست ہے :—

ہندوستان کی قومی آمدنی کا دوسرے ممالک سے مقابلہ

ملک	سالِ زیرِ بحث	آمدنی پونڈ میں
ہندوستان	۱۹۳۱	۵
اِنگلستان	,,	۷۶
آسٹریلیا	,,	۶۰
ممالک متحدۂ امریکا	۱۹۳۳	۸۹
فرانس	۱۹۳۸	۳۱
زیکو سلاویا	۱۹۲۵	۳۵
ڈنمارک	۱۹۲۷	۵۵
جرمنی	۱۹۲۵	۳۹
اِطالیا	۱۹۲۷	۲۳
مصر	۱۹۲۸	۲۰
جاپان	۱۹۲۵	۲۲
بلغاریا	۱۹۳۲	۹
روس	۱۹۰۵	۱۰

ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہندوستان کے مقابلے میں اِنگلستان کی آمدنی پندرہ گنا زیادہ ہے- ہندوستان میں قومی تنظیم کا مقصد کلیتاً یہی ہونا چاہیے کہ معیار زندگی کے اِس پست ترین درجے کو بلند کیا جائے اور ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ آئندہ دس سال کی مدت میں اِس معیار کو دگنا کردیں -

کہا جاتا ہے کہ مساعی مابعد جنگ کا مقصد یہ ہے کہ ہر فرد بشر کو چار آزادیاں عطا کی جائیں اور سب سے اہم آزادی جو درکار ہے وہ اُس خوف کا اِزالہ ہے جو بھوک اور غربت کی بناپر پیدا ہوتا ہے۔ اِس کام کی دقت کا اندازہ اِس حقیقت سے ہوسکتا ہے کہ ۱۹۳۴ع میں انگلستان کے قصبہ یارک میں مسٹر رونٹری (Rowntry) نے تخمینہ کیا تھا کہ ایسے خاندانوں میں جہاں بچوں کی تعداد تین ہے ۱۵ء۲ فیصد بچوں کے لیے مناسب غذا کی فراہمی اور ایسے خاندانوں میں جہاں بچوں کی تعداد چار ہے ۳۴ فیصد بچوں کے لیے ناگزیر ضروریات زندگی کی فراہمی مشکل ہے۔ ہمارے پیش نظر کام کی دقت کا اندازہ لگاتے کے لیے یہ اعداد بہت کافی ہیں۔ اِنگلستان جیسے دولتمند ملک میں جہاں کی قومی آمدنی ہندوستان کے مقابلے میں ۱۵ گنا زیادہ ہے ایسے خاندانوں میں جہاں چار بچے ہوں اگر ۳۴ فیصد بچوں کے لیے اشیائے مایحتاج کی فراہمی مشکل ہے تو ہندوستان کی صورت حال کیا ہوگی جہاں انگلستان کے مقابلے میں شرح پیدائش تو بلندتر لیکن شرح آمدنی پست‌تر ہے ؟ ہم اِس حقیقت سے واقف ہیں کہ ہندوستان کے مقابلے میں اِنگلستان میں معیشت کے مصارف بہت زیادہ ہوتے ہیں لیکن جملہ متعلقہ اُمور کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم اِسی نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ اِس ملک میں غربت اور دوسرے مصائب بہت زیادہ ہیں لہذا قومی زندگی کو اِس لعنت سے نجات دلانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

آمدنی کی غیر مساوی تقسیم

اول تو ہندوستان میں فی کس سالانہ آمدنی بہت ہی معمولی ہے- اس پر طرہ یہ کہ اس آمدنی کی تقسیم بھی نہایت غیر مساویانہ ہے- پر مسٹر شاہ اور کمباٹا ہندوستان میں قومی آمدنی کی غیر مساویانہ تقسیم کو ظاہر کرتے ہوئے حسب ذیل اعداد پیش کرتے ہیں :—

ملک میں چھ ہزار افراد ایسے ہیں جن کی فی کس سالانہ آمدنی ۱۰۰,۰۰۰ روپیے ہے- یہ مجموعی طور پر ۶۰۰,۰۰۰,۰۰۰ روپیے کماتے ہیں اور ۳۰,۰۰۰ نفوس کی پرورش کرتے ہیں- ۲۳۰,۰۰۰ افراد ایسے ہیں جو انکم ٹکس ادا کرتے ہیں اور ان کے ذمے ۱,۱۵۰,۰۰۰ افراد کی پرورش ہے- ۲۷۰,۰۰۰ ایسے زراعت پیشہ افراد جو انکم ٹکس سے مستثنی ہیں ان کی آمدنی اتنی ہے کہ اس پر یہ ٹکس عائد کیا جاسکتا ہے- ان کی فی کس سالانہ آمدنی ۵۰۰۰ روپیے ہے اور مجموعی طور پر یہ ۱۳۵۰,۰۰۰,۰۰۰ روپیے کماتے ہیں اور ان کے ذمے ۱,۳۵۰,۰۰۰ نفوس کی پرورش ہے- ۲,۵۰۰,۰۰۰ افراد جن کی فی کس سالانہ آمدنی ۱۰۰۰ روپیے ہے مجموعی طور پر ۲,۵۰۰,۰۰۰,۰۰۰ روپیے کماتے ہیں اور ان کے تفویض ۱۲,۵۰۰,۰۰۰ افراد کی پرورش ہے- ۳۵,۰۰۰,۰۰۰ افراد ایسے ہیں جن کی فی کس سالانہ آمدنی ۲۰۰ روپیے ہے- یہ مجموعی طور پر ۷,۰۰۰,۰۰۰,۰۰۰ روپیے کماتے ہیں اور ۱۰۰,۰۰۰,۰۰۰ افراد کی پرورش ان کے تفویض ہے- باقی افراد

کي اوسط سالانه آمدني ۵۰ روپیے في کس هے اور بحیثیت مجموعي وہ ۸۲۵ کروڑ روپیے کماتے هیں -

ان اعداد سے یہ نتیجہ نکلتا هے که ملک کی ایک تہائي سے کچھ زیادہ دولت سے یہاں کي ابادي کا صرف ایک فیصد حصه مستفید هوتا هے- اگر زیر پرورش افراد کو شامل کیا جائے تو زیادہ سے زیادہ آبادی کے ۵ فیصد حصے کے پاس ملک کي ایک تہائی دولت رهتی هے- ملک کی دولت کا ۳۵ فیصد حصه آبادي کے صرف ایک تہائي حصے (زیر پرورش افراد کو شامل کرتے هوئے) کے قبضے میں رهتا هے- برطانوي هند کي آبادی کا ۶۰ فیصد حصه ملک کی دولت کے صرف ۳۰ فیصد حصے کا مالک هے-

یہاں یه بتادینا ضروري هے که آمدنی في کس ملک کے مختلف حصوں میں مختلف هے- ایسے صوبے جہاں تجارتی فصلوں کي کاشت هوتي هے اور جو صنعتي ترقي کے میدان میں نسبتاً آگے هیں جیسے بمبئی، سندھ، پنجاب، آسام، صوبهٔ متوسط و برار - یہاں آمدنی في کس به نسبت دوسرے علاقوں کے زیادہ هے-

کسی ملک کی خوشحالي یا افلاس کو معلوم کرنے کے، آمدنی في کس کے علاوہ اور بھی کئي طریقے هیں - مثلاً یه معلوم کرنا چاهیے که ملک کے باشندوں کو کیسي غذا مل رهي هے- اهل ملک کتنا دودھ استعمال کرتے هیں اور یه که ملک میں کپڑے کا کتنا خرچ هے- اب هم اِن تینوں طریقوں سے هندوستان کي غربت کا حال معلوم کریں گے-

ناقص غذا

ناقص غذا کے سلسلے میں ۱۹۴۳ع میں انڈین مڈیکل سروس کے ڈائرکٹر میجر جنرل سرجان میگانے یہ اندازہ لگایا تھا کہ صرف ۳۹ فیصد باشندوں کی غذا متوازن اور معیاری ہے- ملک کے ۴۱ فیصد باشندوں کو ناقص اور غیرمتوازن غذا ملتی ہے اور ملک کے ۲۰ فیصد باشندے ایسے ہیں جو بالکل ناقص' غیرمتوازن اور کم پیٹ غذا استعمال کرتے ہیں - ہندوستان کے ۸ کروڑ باشندے ہمیشہ بھوک کی مصیبت میں مبتلا رہتے ہیں اور صوبۂ بنگال کے ۷۸ فیصد باشندے ایسے ہیں جن کو ہمیشہ کم پیٹ غذا ملتی ہے- بمبئی کے ناظم زراعت ڈاکٹر ہیرلڈ - ایچ - مین نے اپنی ملازمت کے اختتام پر ہندوستان کے نام یہ پیام دیا تھا—"اس وقت تک کوئی کارروائی نہیں کی جاسکتی جب تک حکومت اور مصلحین قوم یہ نہ سمجھ لیں کہ زراعت پیشہ آبادی کی خوشحالی کا راز اس کے پیٹ بھرنے میں ہے- ہندوستان کی ترقی کی راہ میں خالی پیٹ سب سے بڑی رکاوٹ ہے اور اس ملک سے رخصت ہونے سے پہلے میں اس امر پر زور دینا چاہتا ہوں کہ تمام کوششیں لوگوں کا پیٹ بھرنے پر مرکوز کردی جائیں" - آگے چل کر وہ لکھتے ہیں کہ "میرا آخری پیام اس ملک کے باشندوں' قومی کام کرنے والوں اور ارباب حکومت کے لیے یہی ہے کہ کوئی ایسی تدبیر کریں کہ کسان کو کافی خوراک مل سکے"-

ڈاکٹر ڈبلیو - آر - اکرائڈ کہتے ہیں کہ "ہندوستان غذا کی حد تک کبھی بھی خود مکتفی نہیں رہا - یہاں کے باشندوں

کو پیٹ بھر کر کھانا میسر نہیں ہوتا"- اُن کے اندازے کے مطابق ۳۰ فیصد آبادی ایسی ہے جس کو عام حالات میں پیٹ بھر کر غذا نہیں ملتی - صوبۂ بنگال کے باشندوں کی ناقص غذا کے متعلق سرجان میگا کی یہ رائے ہے کہ "بنگال کے دیہاتی بڑی مقدار میں ایسی غذا استعمال کرتے ہیں جس کو کھاکر چوہے بھی چند ہفتے سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتے"-

دودھ کا خرچ

کسی قوم کی صحت کی حالت کو دیکھنے کے لیے وہاں دودھ کے صرف کے اعداد و شمار کا مطالعہ نہایت مفید ہوتا ہے کیونکہ دودھ ایک ضروری و مفید غذا ہے جس سے بدن میں مدافعت پیدا ہوتی ہے- اور بچوں کی مناسب نشو و نما کے لیے اس کا استعمال بہت ہی مفید ہے- ذیل کے جدول سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر و بیشتر ممالک جن کے اعداد . شمار آسانی سے دستیاب ہوسکتے ہیں - اِن میں دودھ کے صرف کی حد تک ہندوستان کا درجہ بہت ہی گھٹا ہوا ہے:—

ملک	دودھ کا صرف (اونسوں میں)	[ایک اونس
نیوزی لینڈ	۵۶	تقریباً نصف چھٹانک
ڈنمارک	۴۰	کے برابر ہوتا -]
آسٹریلیا	۴۵	
کنیڈا	۳۵	
ہالینڈ	۳۵	
ممالک متحدۂ امریکا	۳۵	
بلجیم	۳۵	

۲

جرمنی	۳۵
فرانس	۳۰
انگلستان	۳۹
ھندوستان	۷

کپڑے کا خرچ

کسی ملک کی معاشی مرفہ الحالی کا اندازہ لگانے کے لیے فی‌کس کپڑے کے اوسط خرچ کے امداد بھی بہت مفید ثابت ہوتے ھیں کیونکہ کپڑا بھی اھم‌ترین ضروریات زندگی کی چیز ھے- ذیل کے اعداد سے ھندوستان کی پستی کا اندازہ ہوتا ھے- یونان کے علاوہ ھندوستان میں کپڑے کا خرچ تمام ممالک سے کم ھے:

ملک	سالانہ خرچ فی‌کس (گزوں میں)
امریکا	۹۲
کنیڈا	۳۷٫۷۱
سویڈن	۳۶
جرمنی	۳۴
ملایا	۳۰٫۶
ڈنمارک	۳۰
جاپان	۲۱٫۴
مصر	۱۶٫۱
برازیل	۱۸٫۹
عراق	۱۶٫۹
ھندوستان	۱۶٫۱
یونان	۱۵

افلاس کے اثرات ملک کي معيشت پر

هندوستان کي مفلسی کي وجه سے اس کی معيشت بہت بری طرح متاثر هو رهي هے- اِفلاس کي وجه سے ملک میں شرح اموات بہت بڑھي هوئي هے- هر سال لاکھوں اِنسان ایسی بیماریوں سے مر جاتے هیں جن کا آسانی سے علاج کیا جاسکتا هے- اگر لوگوں کي قوت مدافعت اچھي هو تو وہ اُن کے مہلک حملوں سے محفوظ رہ سکتے هیں - ایک ماهر نے صورت حال کو خوب واضح کیا هے جب که اُس نے یه کہا که هندوستان میں کونین گراں اور اِنساني جانیں سستي هیں - هر سال لاکھوں آدمی ملیریا سے مرجاتے هیں - بیماریوں سے لوگوں کي کارکردگي متاثر هوتي هے اور قوت پیداوار میں کمي هو جاتي هے- یه هماري غربت هي کا نتیجه هے که هندوستان میں شرح اموات اِس قدر بڑھي هوئي هے اور لوگوں کي اوسط عمر بہت کم هے- هندوستان میں اوسط عمر صرف ۲۶ سال هے- اِس کے برعکس انگلستان میں لوگوں کي اوسط عمر ۵۸ سال هے-

غربت کی وجه هي سے بچوں کو عام تعلیم نہیں دلائي جاسکتي جس کا نتیجه یه هے که هندوستان کي صرف ۱۲ فیصد آبادی خوانده هے- اس کے مقابلے میں دنیا کے اکثر و بیشتر مہذب ممالک میں آبادي کا کم و بیش ۹۰ فیصدي حصه خوانده هے- هندوستان میں زراعت سب سے اهم پیشه هے لیکن کاشتکار اِس قدر غریب هے که وہ اپني زمین کو اچھي طرح کاشت نہیں کر سکتا - نه اس میں کنواں کھودنے کي همت

ہے اور نہ ایسی فصلیں اگانے کی جن میں زیادہ کھاد دی جاتی ہے اور جن کے اخراجات زیادہ ہوتے ہیں نتیجہ یہ ہے کہ پیداوار فی ایکڑ بہت ہی کم ہے- ہمارے ملک کی زرعی کارکردگی بہت ہی معمولی ہے- ذیل میں ایک جدول دیا جاتا ہے جس میں ہندوستان کی اہم فصلوں کی پیداوار فی ایکڑ کا دوسرے ملکوں سے مقابلہ کیا گیا ہے :--

پیداوار فی ایکڑ (پاؤنڈوں میں)

اجناس	ہندوستان	برطانیہ	جاپان	متحدہ امریکہ	آسٹریلیا	کینیڈا	مصر	اٹلی
گیہوں	٦٣٦	١٨٦٠	...	٨٣٦	٧١٣	٩٧٢		.
چاول	٧٢٨	...	٢٠٣٥	١٧٧١	...	..		١٢
جو	٩٥٠	١٣٨٨	١٥٠٠	١٢٠٠	١٢٥٧	...	٢٠٠١	٣٢٥٨
روئی	١٠٢	...	...	١٣١	...	١٣٣٣	١٢٣	٦٧٢

اِس وقت نہ ملک میں خاطرخواہ سڑکیں ہیں اور نہ اُتنی ریلیں ہی ہیں جتنی کہ ہم کو ضرورت ہے- ہماری زراعت نہایت ہی پست حالت میں ہے اور ہماری صنعتیں اِس لیے ترقی نہیں کرسکتیں کہ صنعتی پیداوار خریدنے کے لیے لوگوں میں قوت خرید نہیں ہے اور یہ سب کچھ اِس لیے ہے کہ ملک غریب ہے - اور خود غربت اِس لیے ہے کہ ملک کے ذرائع پیداوار کو ترقی نہیں دی گئی - یہ سب ایک ضدی چکر ہے-

ہندوستان سے اِفلاس دور کرنے کے لیے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ہم اُس کے چند اہم اسباب پیش کردیں تاکہ صحیح طور پر اُن کا اِزالہ کیا جاسکے۔

ہندوستان کی مفلسی کے اہم اسباب

جہاں کہیں ہندوستان کی مفلسی کا ذکر آتا ہے اُسے یہ کہ کر ٹال دیا جاتا ہے کہ ہندوستان کی مفلسی کا اہم ترین سبب اُس کی غلامی ہے۔ جب تک وہ غلام رہے گا مفلس بھی رہے گا۔ گویا ہندوستان کی مفلسی کا واحد سبب اُس کی سیاسی غلامی ہے۔ اگر اسے صحیح تصور کر لیا جائے تو اس سے لازمی طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جوں ہی ہندوستان آزاد ہو جائے گا' اُس کے گوشے گوشے میں خوشحالی پھیل جائے گی۔ اِس میں شک نہیں کہ ہندوستان کی سیاسی غلامی اس کی معاشی ترقی میں ایک بڑی رکاوٹ ہے جسے دور کرنے سے معاشی ترقی کی راہیں زیادہ ہموار ہوجائیں گی' لیکن محض سیاسی آزادی حاصل کرنے سے غربت سے نجات نہیں ملتی۔ زار کے زمانے کا روس سیاسی طور پر تو کلیتاً آزاد تھا لیکن وہاں اِفلاس کی بدترین صورت نظر آتی تھی۔ اِس لیے مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم اِفلاس کے دوسرے اسباب معلوم کریں تاکہ سیاسی آزادی حاصل کرنے کے بعد اِنہیں دور کرکے ملک کی حالت کو بہتر بنایا جاسکے۔ میری ذاتی رائے میں ہندوستان کی موجودہ غربت کا سب سے بڑا سبب اُس کی بڑھتی آبادی ہے۔ ہندوستان کی آبادی میں جس سرعت کے ساتھ اضافہ ہو رہا

ہے وہ ملک کے لیے نہایت ہي خطرناک ہے۔ اس مسئلے پر یہاں تفصیل سے بحث کرنے کا موقع نہیں ہے۔ میں نے اس مضمون پر حال ہي میں ۳۰۰ صفحے کي ایک کتاب شائع کي ہے جس میں اس کے مختلف پہلوؤں کي وضاحت کي ہے۔ یہاں یہ بیان کردینا مناسب ہوگا کہ موجودہ جنگ نے اس صورت حال کو واضح کردیا ہے کہ باوجود اس کے کہ ہندوستان ایک عظیم‌تر زرعي ملک ہے وہ باشندوں کی غذائي ضروریات کی حد تک خود مکتفی نہیں ہے جنگ سے پہلے بڑي ہندوستان اکثر اجناس بالخصوص چاول درآمد کیا کرتا تھا اب جب کہ ملک کي آبادی میں کئي کروڑ کا اضافہ ہوگیا ہے صورت حال ابتر ہوگئی ہے۔

ملک کي غربت کا دوسرا اہم سبب ملک کا ساہوکاري نظام ہے۔ ہندوستان کا کاشتکار اپنے لیے نہیں کماتا بلکہ ساہوکار کي جیبیں بھرنے کے لیے کماتا ہے۔ جس گاؤں میں جاؤ وہاں بہترین مکان ساہوکار کا ہوگا حالانکہ وہاں کے کاشتکار اِنتہائي پستی کي حالت میں رہتے ہیں ۔ اِس امر کي سخت ضرورت ہے کہ کاشتکاروں کو ساہوکاروں کے پنجے سے چھڑایا جائے اور ان کے لیے قرضے کی سہولتوں کا اِنتظام کیا جائے۔ ہندوستان کی زراعت جو ملک کي سب سے بڑی صنعت ہے اور جس پر ہندوستان کے ۷۰ فیصدی سے زیادہ باشندوں کا دارومدار ہے اس کے لیے اصل کي بڑی کمي ہے۔ کاشتکاروں کے پاس اتنا اصل نہیں کہ وہ اپنی زمینوں کي حالت کو بہتر بناسکیں ۔ ذرائع

حمل و نقل کی ابتر حالت ملک کی ترقی کی راہ میں زبردست رکاوٹ ہے جسے جلد سے جلد دور کرنے کی ضرورت ہے۔

ھندوستان کی موجودہ غربت کا ایک اور سبب اُس کی صنعتی پستی ہے۔ ملک میں وسیع پیمانے پر صنعتیں جاری کرنے کی ضرورت ہے۔ قدرت نے ھندوستان کو مختلف قسم کی خام اشیا کی دولت سے مالا مال کیا ہے۔ کوئی وجہ نہیں کہ ہم اِن خام اشیا کو ملک ہی میں صنعتی اشیا میں منتقل نہ کریں - اِس سے دو فائدے ہوں گے - کاشتکاروں کو اُن کی پیداوار کی اچھی قیمت ملے گی اور لوگوں کے لیے روزگار کے ذرائع بھی وسیع ہو جائیں گے۔ یہاں کا کاشتکار سال میں ۱۵۰ تا ۲۰۰ دن کام کرتا ہے ۔ باقی ایام میں اسے بیکار رہنا پڑتا ہے۔ اگر دیہات میں برقی قوت پہنچائی جائے تو کئی ایسی صنعتیں قائم کی جاسکتی ہیں جن میں کاشتکار اِن بیکاری کے ایام میں مشغول کیے جاسکتے ہیں لہذا اِس امر کی شدید ضرورت ہے کہ اِس جنگ کے ختم ہو جانے پر ہمیں یہ سمجھنا چاہیے کہ ابھی صرف سیاسی جنگ ختم ہوئی ہے اور غربت اور اِفلاس کے خلاف ہمیں ایک زبردست لڑائی لڑنا ہے۔ جب ہم قتل و غارت پر اِس قدر روپیہ صرف کرسکتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ملک کے چالیس کروڑ باشندوں کو بھوک اور فاقے کی مصیبت سے بچانے اور غربت و تنگدستی سے نجات دلانے کے لیے کیوں نہ جنگ کریں اور اُس پر حسب ضرورت روپیہ صرف کرنے سے دریغ کریں ؟

افلاس کیوں کر دور کیا جاسکتا ھے

اب سوال یہ پیدا ہوتا ھے کہ ھندوستان کو مفلسی کی لعنت سے کیونکر نجات دلائی جاسکتی ھے- حکومت وقتاً فوقتاً مختلف قسم کی تدابیر ملک کی خوشحالی کے لیے اختیار کرتی رھی، لیکن ان سے چنداں حوصلہ‌افزا نتائج مترتب نہیں ہوئے - کاشتکاروں کی حالت کو بہتر کرنے کے لیے تنظیم دیہی کا کام شروع ہوا - اور بدقسمتی سے یہ سمجھ لیا گیا کہ کاشتکار مچھردانوں کا استعمال شروع کردیں، گوبر کو بطور ایندھن جلانے کے بجائے اُسے بطور کھاد استعمال کریں اپنے مکانوں میں روشندانوں اور کھڑکیوں کا انتظام کرلیں اور اپنے لڑکوں کے ساتھ لڑکیوں کو بھی مدرسے بھیجا کریں تو اُن کی نجات ہو سکتی ھے -

اِن تمام اِصلاحات پر ملک میں صرف چند کروڑ کی رقم کئی سالوں میں صرف کی گئی - اُدھر صنعتی ترقی پر بھی چند کروڑ روپیے خرچ کیے گئے لیکن یہ تمام کوششیں اکارت گئیں اور ان کا اکارت جانا لازمی تھا کیونکہ یہ تمام اقدام بغیر ضروری معاشی معلومات حاصل کرنے کے اُٹھائے گئے تھے. یہ بات مسلم ھے کہ ھندوستان کا موجودہ معیار رہائش بہت ھی ادنیٰ ھے اور اِس افلاس کو دور کرنے کے لیے ھمیں کم سے کم یہ کوشش کرنی چاھیے کہ ھم اپنی قومی آمدنی کو، جو جنگ سے پہلے ۶۵ روپیے فی‌کس تھی، دگنا کردیں - اور یہ کام محض کونین کی گولیوں، مچھردانوں،

کھرلیوں و روشندانوں اور گوبر کی کھاد سے نہیں ہو سکتا - دنیا کے ۱۲ اہم ممالک کے جو اعداد و شمار ہمیں دستیاب ہوسکے ہیں اُن سے یہ پتا چلتا ہے کہ قومی اصل و قومی آمدنی میں کم از کم دو اور ایک کی نسبت ہے- یعنی اگر ۲۰۰ روپیے مختلف کاروبار میں لگائے جائیں تو ہمیں اُس سے ۱۰۰ روپیے آمدنی حاصل ہوگی - اِس شرح سے ہندوستان کی آمدنی کو دگنا کرنے کے لیے ہمیں دس ہزار کرور (۱۰۰,۰۰۰,۰۰۰,۰۰۰,۰۰) یا ایک کھرب روپیے صرف کرلے ہوں گے - جیسا کہ بمبئی کے آٹھ چوٹی کے کاروباری ماہرین نے اپنی اُس یادداشت میں بتایا ہے جو ہندوستان کی معاشی ترقی کے لیے ماہ جنوری ۱۹۴۴ میں مرتب کی گئی تھی - وہ لوگ جو صرف لاکھوں یا چند کروڑوں میں سوچنے کے عادی ہیں ' کھرب کا تخیل ہی اُن کے ذہن میں اتنا مشکل ہے اور وہ فوراً یہ کہہ اُٹھیں گے کہ یہ تجویز محض شیخ چلی کی منصوبہ بندی ہے - لیکن اگر ہم ٹھنڈے دل سے اِس تجویز کے مختلف پہلوؤں پر غور کریں تو ہمیں یہ کہنا پڑے گا کہ اِس کے مرتب کرنے والوں نے بہت ہی حزم و اِحتیاط سے کام لیا ہے اور وہ رفتار ترقی جو ملک کے سامنے پیش کی گئی ہے ' اس سے ہمارا مقصد (ملک کی غربت و پست حالی کو دور کرنا) بہت ہی معمولی پیمانے پر اور بہت عرصے کے بعد حاصل ہوگا - اِس وقت ملک کی قومی آمدنی فی کس روزانہ تقریباً تین آنے ہے اور ۲۰ برس کے طویل عرصے کے بعد یہ آمدنی صرف چھے آنے روزانہ ہوسکے گی جو

هماری مشکلات کو دور کرنے اور ضروریات زندگي کي مناسب مقدار مہیا کرنے کے لیے وافر نہیں ھے۔ انگلستان جس کي آمدني هندوستان سے پندرہ گنا زیادہ ھے' وهاں جیساکہ اِس سے پہلے بتایا جا چکا ھے' مسٹر رونٹری نے اندازہ لگایا ھے کہ یارک میں' اُن خاندانوں میں' جہاں بچّوں کي تعداد تین تهي پندرہ فیصدی بچّوں کے لیے مناسب ضروریات مہیا نہیں کي جاسکتي تهیں۔ اور جن خاندانوں میں بچّوں کي تعداد چار تهي' اُن میں ۳۴ فیصدی بچے مناسب ضروریات سے محروم رهتے تهے - اِن اعداد سے همیں اپنے کام اور اُس کي مشکلات کا بخوبي اندازہ هوجانا چاهیے اور سمجھ لینا چاهیے کہ ابهی هماري منزل کتني دور ھے اور ماهرین کی منصوبہ بندی کس محدود حد تک اُس کو پورا کرسکے گی -

مذکورۂ بالا تجویز کو رو بعمل لانے میں جو رقم خرچ هوگي اُس کو تین ذرائع سے حاصل کیا جائےگا -

۱ — اندرون ملک محاصل' پس‌اندازي اور قرضے سے -

۲ — بیرونی قرضے سے -

۳ — زر کي مقدار میں اِضافہ کرنے سے -

اندرون ملک جو رقم حاصل کي جائےگي اُس کا اندازہ ایک ارب اٹهائیس کروڑ ھے - باقي رقم دوسرے دو ذرائع سے حاصل کي جائےگي - اکثر لوگ یہ کہیں‌گے کہ هندوستان ایک غریب ملک ھے - اِس لیے اندرون ملک اِتني رقم مہیا نہیں کي جا سکتي- لیکن همیں یہ نہ بهولنا چاهیے کہ اِسی

وقت دوران جنگ میں ہندوستان مجموعی طور پر آٹھ ارب روپئے کی سالانہ رقم مہیا کر رہا ہے - اس لیے کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ اگر ہم ملک کی ترقی کے لیے کمربستہ ہوجائیں تو یہ مہیا نہ ہوسکے - جب ہم جنگ کے لیے اِس قدر ایثار و قربانی کرسکتے ہیں تو ملک کی ترقی کے لیے ہمیں کیا کچھ نہ کرنا چاہیے - موجودہ جنگی خرچ کے مقابلے میں تو ایک ارب اٹھائیس کروڑ کی رقم بالکل حقیر معلوم ہوتی ہے اور اِس رقم کو مہیا کرنے کے لیے ہمیں زیادہ قربانی نہیں کرنی پڑے گی -

ہندوستان میں غربت اِنتہائی شدید قسم کی ہے لہذا اِسے دور کرنے کے لیے ہمیں انتہائی شدید قسم کے اقدامات کی ضرورت ہے اس لیے صرف وہی حکومت اِس راہ میں قدم اُٹھا سکتی ہے جس پر عوام کو کلیتاً اِعتماد ہو جو عوام کے سامنے جواب دہ ہو اور اُسے عوام کا درد ہو - اِس لیے ہندوستان کو سیاسی آزادی کی شدید ضرورت ہے کیونکہ سیاسی آزادی کے بغیر ایسے اہم معاشی منصوبے رو بہ عمل نہیں لائے جا سکتے - میرے اِس بیان میں اور پہلے کے بیان میں کوئی تضاد نہیں ہے - میں اُس گروہ میں سے نہیں ہوں جو ہمیشہ یہ راگ الاپتا رہتا ہے کہ ہندوستان کی بدحالی صرف بیرونی سیاسی اِقتدار کا نتیجہ ہے - اگر بیرونی سیاسی اِقتدار یہاں سے ہٹ جائے لیکن ہم اپنی پرانی معاشی پالیسی ہی پر قائم رہیں تو ہم کو اِفلاس سے نجات ملنا دشوار ہے - ہندوستان کو غربت کی

لعنت سے نجات دلانے کے لیے اِس امر کی سخت ضرورت ہے کہ ملک کے کاشتکاروں کو ساہوکاروں کے پنجے سے چھڑایا جائے - موجودہ ساہوکارا نظام کا قلع قمع کیا جائے اور اُس کے بجائے ملک میں ایسے اِنتظامات حکومت کی جانب سے کیے جائیں کہ ہمارے کاشتکاروں اور کارخانہداروں کو مناسب شرح پر قرض مل سکے تاکہ وہ اپنی پیدائش دولت میں اِضافہ کرسکیں ملک میں وسیع‌تر صنعتی ترقی کے لیے ابھی سے کوششیں شروع کی جائیں، صنعتی اور فنی تعلیم عام کرنے کے علاوہ ملک کے ہر بچے کو تعلیم یافتہ بنایا جائے اور بالغوں کو لکھنا پڑھنا سکھانے کے لیے قومی پیمانے پر مہم جاری کی جائے - ملک میں ریلوں اور سڑکوں کا جال بچھا دیا جائے- ذرائع آبپاشی پر خاص توجہ کی جائے اور ملک میں دولت کی جو اِنتہائی غیر مساویانہ تقسیم ہو رہی ہے اُس کی اِصلاح کی جائے اور اُس میں معتدبہ کمی کی جائے - غرض کہ اِفلاس کے خلاف ایک متحدہ محاذ قائم کیا جائے -